سب سے پہلے نبی پاک ﷺ کا نور پیدا کیا گیا، کیا یہ حدیث ثابت ہے؟

دارُ الافتاء اہلسنّت (دعوتِ اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:FSD-10130 تاریخ:06-08-2026

کیافرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نورِ مصطفیٰ کی اولیت کے متعلق دو احادیث کافی مشہور ہیں۔

(1)”أول شيء خلقه الله...الخ“(2)”أول ما خلق الله نوري...الخ“

کیا یہ دونوں حدیثیں واقعی ثابت ہیں؟ کیونکہ بعض لوگ اِن روایات کو ضعیف بلکہ موضوع بھی کہتے ہیں؟

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب، آخری نبی حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو بے شمار فضائل وکمالات عطا فرمائے۔ اُنہی کمالات میں سے ایک کمال یہ بخشا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور مبارک کو ہر چیز سے پہلے اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ اِس پر بعض آیاتِ مبارکہ میں واضح ارشادات اور احادیث صحیحہ میں صراحت سے ثبوت ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے یہ کہنے کا حکم ارشاد فرمایا:﴿ وَ بِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَ اَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ﴾ ترجمہ: اسی کا مجھے حکم دیا گیا ہے اور میں سب سے پہلا مسلمان ہوں۔

﴿الأنعام:163﴾

اس کے تحت تفسیر عرائس البیان فی حقائق القرآن میں ہے:”اشارۃ الی تقدم روحہ

وجوھرہ علی جمیع الکون“ترجمہ: اِس آیتِ مبارکہ میں آپ ﷺ کی روح وجوہر کے تمام کائنات ومافیہا پر مقدم ہونے کا اشارہ ہے۔

(عرائس البیان فی حقائق القرآن، جلد01، صفحہ409، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

جہاں تک سوال میں منقول دو روایات کا تعلق ہے، تو اُن دونوں کے متعلق بالترتیب کلام کیا جائے گا اور آخر پر حدیث موضوع کی علامات اور اِن روایات کو موضوع کہنے والوں کے متعلق کلام کیا جائے گا۔

پہلی حدیث: ”أول شیٔ خلقه الله“

امام بخاری وامام مسلم رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِما کے استاذ امام عبد الرزاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں: ”قال سالت رسول اللہ ﷺ عن اول شیٔ خلقه الله تعالی؟ فقال ھو نور نبیک یا جابر خلقه الله“ ترجمہ: میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول ﷺ! اللہ پاک نے سب سے پہلے کس چیز کو پیدا کیا؟ تو آپ ﷺ نے جواباً ارشاد فرمایا: اے جابر! اللہ پاک نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا۔

(الجزء المفقود من المصنف عبد الرزاق، کتاب الایمان، صفحہ63، الحدیث: 18، مطبوعہ مؤسسۃ الشرف)

اِسی روایت کو علامہ قسطلانی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ نے امام عبد الرزاق رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ کے حوالہ سے نقل کیا اور لکھا: ”وروی عبد الرزاق بسندہ عن جابر بن عبد اللہ الأنصاری قال: قلت یا رسول اللہ۔۔۔الخ“ ترجمہ واضح ہے۔

(المواھب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، جلد01، صفحہ48، مطبوعۃ المکتبۃ التوفیقیۃ، القاھرۃ)

اِس روایت کو نقل کرنے کے بعد عارِف باللہ، علامہ عبد الغنی نابُلسی حنفی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْهِ (وِصال: 1143ھ/1730ء) نے صراحت سے **اِس حدیث کے صحیح ہونے** کو بیان کیا، چنانچہ لکھا: ”وقد خلق کل شیء من نورہ کما ورد بہ الحدیث الصحیح“ ترجمہ واضح ہے۔

(الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ، جلد4، صفحہ342، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اِسی روایت کو ملتے جلتے الفاظ سے درج ذیل ائمہ دین نے بھی نقل کیا۔

نمبر شمار	امام	سن وفات	کتاب کا نام
1	امام بیہقی	458ھ	دلائل النبوۃ ومعرفۃ أحوال صاحب الشریعۃ
2	نظام الدین قمی	728ھ	غرائب القرآن ورغائب الفرقان
3	ابن حجر مکی	974ھ	افضل القری لتصحیح أم القری
4	مجدد الف ثانی	1034ھ	مکتوباتِ امام ربانی
5	علامہ حلبی	1044ھ	إنسان العیون فی سیرۃ الأمین المأمون
6	شیخ محقق دہلوی	1052ھ	مدارج النبوۃ فی بیان أحوال خیر البشر
7	علامہ فاسی	1052ھ	مطالع المسرات بجلاء دلائل الخیرات
8	علامہ نابلسی	1143ھ	الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ
9	امام عجلونی	1162ھ	کشف الخفاء
10	علامہ آلوسی	1270ھ	روح البیان فی تفسیر القرآن
11	امام خرپوطی رَحمۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِم	1299ھ	عصیدۃ الشھدۃ شرح قصیدۃ البردۃ

”تلقی بالقبول“:

اول تو مذکورہ روایت پر بعض علماء نے صراحت سے صحت کا حکم لگایا ہے، نیز دوسری طرف یہ روایتِ نور ایسی روایت ہے کہ جسے ائمہ کی بڑی تعداد نے قبول و نقل کیا ہے اور ”تلقی العلماء بالقبول“ ایسی شان دار چیز ہے کہ جس کے بعد ملاحظہِ سند کی بھی حاجت ختم ہو جاتی ہے، لہٰذا یہ تلقی بالقبول بھی اِس روایت کے صحت واعتماد اور تعویل واستناد کی بڑی جامع دلیل ہے۔

اِس روایت کو نقل کرنے کے بعد امامِ اہلِ سنّت ، امام احمد رضا خان رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (وِصال:1340ھ / 1921ء) لکھتے ہیں: "یہ حدیث امام بیہقی نے بھی "دلائل النبوۃ" میں بنحوِہٖ روایت کی، اجلہ ائمہ دین مثل امام قسطلانی "المواھب اللدنیۃ" اور امام ابن حجر مکی "افضل القرٰی" اور علامہ فاسی "مطالع المسرات" اور علامہ زرقانی "شرح المواھب" اور علامہ دیار بکری "تاریخ الخمیس" اور شیخ محقق دہلوی "مدارج النبوۃ" وغیرہا میں اس حدیث سے استناد اور اس پر تعویل واعتماد فرماتے ہیں، بالجملہ وہ تلقی امت کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے، **تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔** تلقی علماء بالقبول وہ شی عظیم ہے، جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد30، صفحہ659، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

یونہی غزالی زماں علامہ احمد سعید کاظمی شاہ صاحب نے لکھا: "کثیر التعداد جلیل القدر ائمہ کا اس حدیث کو قبول کرنا، اس کی تصحیح فرمانا، اس پر اعتماد کرکے اس سے مسائل کا استنباط کرنا، **اس کے صحیح ہونے کی روشن دلیل ہے**، خصوصاً سیدنا عبد الغنی نابلسی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا حدیقہ ندیہ کے مبحث ثانی نوع ستین "من آفات اللسان فی مسئلۃ ذم الطعام" میں اس حدیث کے متعلق "الحدیث الصحیح" فرمانا صحتِ حدیث کو زیادہ واضح کر دیتا ہے۔ ان مختصر جملوں سے ان حضرات کو مطمئن کرنا مقصود ہے، جو اس حدیث کی صحت میں متردد رہتے ہیں۔"

(مقالاتِ کاظمی، جلد01، صفحہ55، مطبوعہ مکتبہ ضیائیہ)

استاذ العلماء میاں عبد الحق غور غشتوی جابری رَحْمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ لکھتے ہیں: "کثیر من المحدثین تلقوا ذلك الحديث بالقبول وقبول الائمة دليل لصحة الحديث" ترجمہ: بہت سے محدثین نے اِس حدیث کو قبول کیا ہے۔ ائمہ کا قبول کرلینا بھی حدیث کے صحیح ہونے کی علامت ہے۔

(نور الانوار، صفحۃ28، دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ، ھری پور، ھزارہ)

فائدہ: میاں عبد الحق رَحْمَۃُاللہ عَلَیْہِ کی یہ کتاب عربی میں ہے۔ اِس کتاب کی توثیق اور ترجمہ علامہ

عبد الحکیم شرف قادری صاحب رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ نے فرمایا، نیز خود میاں عبد الحق رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْهِ حدیثِ نور کے راوی حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہیں۔ اِسی لیے "جابری" کہلاتے ہیں۔

"تلقی بالقبول" کی اہمیت بیان کرتے ہوئے "نزھۃ النظر" میں ہے: "وهذا التلقي وحده أقوى في إفادة العلم من مجرد كثرة الطرق القاصرة عن التواتر" ترجمہ: اور تنہا یہ تلقی بالقبول افادہِ علم میں اُن بہت سی سندوں کی بہ نسبت زیادہ قوی اور مضبوط ہے، جو تواتر کے درجے تک نہ پہنچتی ہوں۔

(نزهة النظر في توضيح نخبة الفكر، صفحه 52، مطبوعة دمشق، سوريا)

دوسری حدیث "أول ما خلق الله نوری"

اِس حدیث کی سندی حیثیت جاننے سے پہلے فن اصولِ حدیث کے چند قواعد مطالعہ کیجیے۔

- جب کسی حدیث کی کوئی سند ضعیف یا راوی غیر معتبر ہو، جبکہ دوسری حدیث صحیح اُس کی ہم معنی ہو، تو وہ ضعیف حدیث بھی معناً مقبول کہلائے گی۔

- اولاً تو حدیث "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ" کو شاہ عبد الحق محدث دہلوی "صحیح" کہہ رہے ہیں۔

اب اگر کسی سند میں اس کا ضعف ثابت بھی ہو، تب بھی حدیثِ جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِس کے ہم معنی ہے اور حدیثِ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لفظاً ومعناً دونوں اعتبار سے مقبول ہے، البتہ "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ" لفظاً ثابت نہیں، مگر معناً یہ بھی صحیح ہے اور درحقیقت یہ مصنف عبد الرزاق کی حدیث کا خلاصہ واختصار ہے۔

- جس روایت کو بلاانکار اور بغیر جرح کے نقل کیا جائے، وہ حدیث معناً صحیح ہوتی ہے اور حدیث "أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ" کو محدثین صدیوں سے بلاانکار اور بغیر جرح کے نہ صرف نقل کرتے چلے آرہے ہیں، بلکہ اس سے استدلال بھی کرتے ہیں۔ یہ بتواتر نقل ہوتے رہنا، اِس روایت کی معناً صحت کی دلیل ہے، ورنہ حدیثِ موضوع سے استدلال کجا، اسے بیان کرنا بھی جائز نہیں۔

- علماءِ کرام کا تلقی بالقبول بھی حدیث کی قبولیت کے لیے کافی ہوتا ہے۔ چنانچہ صدیوں سے محدثین کا اِس کو نقل کرنا بھی اِسے تقویت دیتے ہوئے قابلِ قبول بناتا ہے۔

یہ چاروں نکات فیضِ ملت، خلیفہ مفتی اعظم ہند، ابو صالح مفتی فیض احمد اویسی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ نے اِس حدیث کے دفاع میں لکھے ہوئے رسالہ میں بیان کیے۔ اُن قواعد کو ملخصاً نقل کیا گیا ہے۔

(اول ما خلق اللہ نوری، صفحہ4)

اِس روایت کے ماخذ و مراجع:

یہ روایت "مرقاۃ المفاتیح" میں یوں ہے: "وروي:۔۔۔وإن أول ما خلق الله نوري "ترجمہ: اور روایت کیا گیا کہ بے شک سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جس چیز کو پیدا فرمایا، وہ مجھ مصطفیٰ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کا نور تھا۔ **(مرقاۃ المفاتیح، جلد01، صفحہ169، مطبوعہ دار الفکر، بیروت)**

اِسی روایت کو "مدارج النبوۃ" میں حدیث صحیح قرار دیتے ہوئے لکھا گیا: "درحدیث صحیح وارد شدہ کہ اول ما خلق اللہ نوری "ترجمہ: **حدیثِ صحیح میں آیا ہے** کہ "اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا۔"

(مدارج النبوۃ، جلد02، صفحہ02، مطبوعہ مرکز اھلِ سنت برکات رضا)

اِس روایت کے متعلق مفتی جلال الدین امجدی رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال:1422ھ/2001ء) لکھتے ہیں: "وبالجملہ حدیث "اول ما خلق اللہ نوری" اکابر علماء کی تصانیف میں بلا نکیر شائع و ذائع ہے۔ اس حدیث کو علماء متقدمین و متاخرین کے درمیان قبولِ تام کا منصبِ جلیل حاصل ہے۔ بدمذہب علماء نے بھی اس حدیث کو تسلیم کیا ہے۔ اور تلقیِ علماء بالقبول وہ شیئِ عظیم ہے جس کے بعد کسی سند کی حاجت نہیں رہتی، بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔"

(فتاوی فیض الرسول، جلد1، صفحہ30، مطبوعہ شبیر برادرز لاھور)

امامِ اہلِ سنّت، امام احمد رضا خان رَحۡمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ (وِصال:1340ھ/1921ء) سے سوال ہوا کہ زید کہتا ہے کہ حدیث "اول ما خلق اللہ نوری" بالمعنیٰ صحیح ہے، اگرچہ الفاظ کتابوں میں موجود نہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ جب اس کے الفاظ موجود نہیں، تو کیا ہم اِسے موضوع کہیں گے ؟ آپ رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے جواب دیا:"عبد الرزاق نے اپنی مصنف میں جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے روایت کی۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا ہے: یا جابر ان اللہ تعالیٰ قد خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہ۔ ترجمہ: اے جابر! بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا کیا۔۔۔ یہ اس معنی میں نص صریح ہے۔ **حدیث کے جب معنی حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ثابت اور صحیح ہیں**، تو اسے موضوع نہیں کہہ سکتے، ورنہ صحیحین کی صدہا حدیثیں معاذ اللہ موضوع ہو جائیں گی۔"

(فتاوٰی رضویہ، جلد27، صفحہ49، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اِس روایت کو جن دیگر ائمہ نے روایت کیا، اُن کے نام، سالِ وفات اور جس کتاب میں روایت نقل کی، اُن کتب کے نام درج ذیل ہیں۔

نمبر شمار	امام	سنِ وفات	کتاب کا نام
1	شیخ نظام الدین نیشاپوری	728ھ	تفسیر النیسابوری
2	قاضی عضد الدین ایجی	756ھ	المواقف فی علم الکلام
3	علامہ ابن الملک	854ھ	شرح المصابیح
4	ملا علی قاری	1014ھ	مرقاۃ المفاتیح
5	ملا علی قاری	1014ھ	شرح الشفاء لقاضی عیاض
6	علامہ علی بن برہان الدین حلبی	1044ھ	السیرۃ الحلبیۃ
7	امام ابو حامد العربی الفاسی	1052ھ	مرآۃ المحاسن من أخبار الشیخ أبی المحاسن
8	علامہ شہاب الدین خفاجی	1069ھ	حاشیۃ الشھاب علی البیضاوی
9	علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی	1122ھ	شرح الزرقانی علی المواھب
10	شیخ اسماعیل حقی رَحمَۃُاللہ تَعَالٰی عَلَیْھِم	1137ھ	روح البیان

اِس روایت کے ناقلین میں سے ایک درجن جلیل القدر ائمہ کے نام نقل کیے گئے، مجموعی تعداد تین درجن تک بڑھائی جاسکتی ہے۔

حدیث موضوع کی علامات:

یاد رکھیں کہ آج کے فتنوں بھرے زمانے میں جس کا جیسے دل چاہے، کسی بھی حدیث کو موضوع کہہ دیتا ہے، جیسا کہ بعض لوگ سوال میں مذکورہ دو روایات کو اپنی بدنصیبی اور کم علمی کی وجہ سے موضوع کہنا شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ بعض اوقات اصولِ حدیث کے معیار پر وہ حدیث نہایت معتبر اور درجہِ صحت پر ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ، دینی معاملات اور بالخصوص فرامینِ مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ایسی جرأت سے محفوظ فرمائے۔ آمین

فنِ اصولِ حدیث کے ماہرین نے کسی حدیث کے موضوع ہونے کی باقاعدہ علامات بیان کی ہیں۔ اُن کو پرکھ کر فیصلہ کیا جاتا ہے کہ وہ روایت موضوع ہے یا نہیں اور پھر یہ فیصلہ کرنا بھی ہر عام شخص کا کام نہیں، بلکہ جو اِس شعبہ کے ماہرین ہیں، وہ اِس فیصلہ کا حق رکھتے ہیں اور مذکورہ روایت میں موضوع کی علامات میں سے کوئی بھی علامت نہیں پائی جاتی۔ یہاں چند علاماتِ وضع ذکر کی جاتی ہیں۔

- **راوی کے حال کا قرینہ:** راوی کے احوال، حالاتِ زندگی یا قرائن سے اس کے جھوٹ کا پتا چلنا۔
- **مروی کے حال کا قرینہ:** خود روایت کے حالات یا پس منظر سے اس کے موضوع ہونے کا پتا چلنا۔
- **الفاظ اور معانی دونوں کی رکاکت:** حدیث کہہ کر بیان کیے گئے الفاظ اور معانی کا مجموعی طور پر رکیک ہونا۔
- **عقل کے صریح مخالف ہونا:** حدیث کا عقلِ سلیم کے خلاف ہونا اور اس کی کوئی جائز تاویل

بھی ممکن نہ ہونا۔

- **بڑے واقعے کی خبر کا ایک راوی ہونا:** کسی بہت بڑے اور اہم واقعہ مثلاً حجاج کو بیت اللہ سے روکے جانے کی خبر کا ایسا ہونا کہ اتنے بڑے معاملے کو اتنے لوگوں میں سے صرف ایک ہی شخص نقل کر رہا ہو۔
- **بڑی جماعت کا راوی کی تکذیب کرنا:** راوی کی تکذیب پر ایسی بڑی جماعت کا متفق ہونا جن کا باہم جھوٹ پر متفق ہونا عادۃً ناممکن ہو۔
- **نصِ قرآن کے منافی ہونا:** حدیث کا قرآن کریم کی کسی صریح نص کے متضاد ہونا۔
- **سنتِ متواترہ کے منافی ہونا:** حدیث کا سنتِ متواترہ کے خلاف اور مناقض ہونا۔
- **اجماعِ قطعی کے منافی ہونا:** حدیث کا امت کے اجماعِ قطعی کے مخالف ہونا۔

یہ وہ علاماتِ وضع ہیں، جنہیں علامہ ابنِ حجر رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے "المقدمۃ لابنِ صلاح" پر اپنے نکات درج کرتے ہوئے اکیسویں نوع میں جمع فرمایا۔ تفصیل کے لیے وہاں مراجعت کی جاسکتی ہے۔

(النکت علی کتاب ابن الصلاح، جلد 01، صفحہ 125، مطبوعہ المدینۃ المنورۃ)

بلکہ حقیقت میں موضوع قرار دینے کی شرائط اس سے بھی زیادہ سخت ہیں، جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے منیر العین میں بیان فرمائی ہیں۔

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبــــــــــــــــہ

مفتی محمد قاسم عطاری

22 صفر المظفر 1448ھ/06 اگست 2026ء

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.fatwaqa.com کے ذریعے کی جاسکتی ہے